سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۴ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

کل بھی حضور کو انفلوئنزا کی تکلیف رہی۔ البتہ بخار میں کمی رہی۔ رات حضور کو پہلے سے افاقہ رہا۔ اور نیند آگئی۔ صبح حضور اٹھے تو کھانسی وغیرہ کی کوئی تکلیف نہ تھی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ جنوری۔ کل یہاں نماز جمعہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ خطبہ کے آغاز میں آپ نے حضرت بل سرینگر سے موئے مبارک کی چوری کے واقعہ کو انتہائی افسوسناک قرار دیا۔ اور ایسی حرکت کرنے والوں کو فسادی ٹھہرا کر ان کی مذمت کی۔ نیز اس پر ملک بھر میں جو غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے اس کی تائید کی۔

ازاں بعد آپ نے اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ یہ نئے سال کا پہلا جمعہ ہے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نئے سال کو ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اس میں پاکستان کو ہر جہت سے ترقی عطا فرمائے اور اسے پہلے سے بھی بڑھ کر باہمی اتحاد و اتفاق اور استحکام سے نوازے باہمی اتحاد اور صلح و آشتی کے ضمن میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ایک اشتہار کے حوالہ سے بعض نہایت اہم تجاویز بھی بیان فرمائیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کامل ایمان والے کو کسی نشان کی ضرورت نہیں ہوتی

نشانات کی ضرورت بھی کمزور ایمان کو ہی ہوتی ہے

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور کیا وجہ ہے کہ بعض لوگوں کو مبشرات کثرت سے ہوتے ہیں اور بعض کو بہت کم بلکہ بالکل ہی نہیں فرمایا کہ:-

"اصل میں اللہ تعالیٰ نے طبائع مختلف پیدا کی ہیں۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کی ایمانی قوت ہی ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ اسے کسی نشان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کا ایمان کامل ہوتا ہے، دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کونسا نشان دیکھا تھا؟ یا کونسا خواب آیا؟ یا کوئی بشارت ہوئی تھی جس سے انہوں نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اگر ان کا کوئی خواب یا بشارت وغیرہ ہوتی تو اس کا ذکر حدیث شریف میں ضرور ہوتا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے راستہ میں واپسی پر انہوں نے ایک شخص سے پوچھا اپنے شہر کی کوئی نئی بات سناؤ۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوئے نبوت سے آپ کو آگاہ کیا۔ فوراً بے چون و چرا مان لیا۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے حالات دیکھے ہوئے تھے وہ بخوبی آگاہ تھے کہ یہ شخص کاذب یا مفتری نہیں۔ ان کو پہلی واقفیت اور عقل سلیم نے آپ کو فوراً قبول کر لینے پر مجبور کیا۔ زمانہ کی حالت کو انہوں نے دیکھ لیا تھا۔ وقت تقاضا ضرورت تھی، ایک صادق نے خدا کی طرف سے الہام پا کر دعوےٰ کیا فوراً مان لیا۔

اصل میں نشانات کی ضرورت بھی کمزور ایمان کو ہوتی ہے۔ کامل ایمان کو نشان کی ضرورت ہی نہیں۔" (ملفوظات جلد پنجم ص۱۵۶)

محترم حامد حسین خان صاحب میرٹھی وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ — نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم حامد حسین خان صاحب میرٹھی مورخہ یکم جنوری ۱۹۶۴ء بروز بدھ بعمر ۸۵ سال کراچی میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ بہت نیک متقی۔ مخلص اور فدائی بزرگ تھے۔ قیام پاکستان سے قبل کئی سال تک آپ نے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان میں خدمات

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

وقف جدید کے وعدے جلد ارسال فرمائیں

یکم جنوری ۱۹۶۴ء سے وقف جدید کے ساتویں سال کا آغاز ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ۲۶/۱۲/۶۳ کو جلسہ سالانہ میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ حضور کا پیغام سنتے ہی بہت سے احباب نے اپنے وعدے دفتر ہذا میں پہنچا دیئے تھے۔ آپ بھی جس قدر جلد ممکن ہو سکے اپنا وعدہ بھجوا دیں۔ امراء کرام و پریذیڈنٹ صاحبان اپنی جماعتوں کے وعدہ جات کی فہرستیں مکمل کر کے دفتر میں ارسال فرما دیں۔ اور ساتھ ہی وصولی بھی شروع کروا دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظم مال وقف جدید ربوہ)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۵ رجنوری ۱۹۶۳ء

بیعت کی حقیقت

ہم نے اپنے ایک گزشتہ اداریہ میں لکھا ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ گویا ہمارے ایمانوں کو پرکھنے کے لئے ایک کسوٹی ہے یہ ایک امتحان گاہ ہے۔ اس لحاظ سے یہ وہ ایام ہیں جب ہم اپنے گزشتہ سال کے اعمال کو مرکز میں اکٹھے ہو کر تولتے اور باہم موازنہ کرتے ہیں۔ جس سے ہم کو یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ ہم نے اپنے اعمال میں کیا کمیاں کی ہیں اور ان کو آئندہ کس طرح پورا کیا جائے

ہم نے لکھا تھا کہ دراصل جلسہ سالانہ پر ہم از سرِ نو بیعت کا اعادہ کرتے ہیں اور اپنے پچھلے گناہوں اور خامیوں کے لئے توبہ کرتے ہیں اور آئندہ ان گناہوں اور خامیوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے استعانت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم یہاں معمول سے زیادہ دعاؤں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور زیادہ خشوع و خضوع سے نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ہماری یہ دعائیں اسی لئے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے گزشتہ خامیوں کی معافی چاہتے ہوئے آئندہ زیادہ جوش اور زیادہ انہماک سے دینی اعمال بجالانے کی توفیق مانگتے ہیں اور اسلام کی طرف سے جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان کو ادا کرنے کے نئے عزم اور نئے ارادے باندھتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری توبہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری حالت اس وقت نو مبایعین کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح ایک نو مبایع اپنی پچھلی زندگی سے منہ پھیر کر نئی زندگی میں قدم رکھتا ہے۔ اسی طرح ہمارے لئے جلسہ سالانہ ایک موقعہ مہیا کرتا ہے کہ ہم اپنی پچھلی زندگی کی کوتاہیوں سے توبہ کریں اور دین کے ارتقاء میں اوپر سے اوپر قدم ماریں۔ بیعت دراصل ایک عظیم الشان عہد ہے۔ جو ہم اللہ تعالیٰ سے باندھتے ہیں۔ جس سے ہماری زندگیوں میں عظیم الشان انقلاب آجانا چاہیئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار توبہ اور بیعت کی حقیقت کو جماعت پر واضح کیا ہے۔ ذیل میں ہم ایک عبارت ملفوظات جلد پنجم سے اس کے متعلق نقل کرتے ہیں۔

"بیعت کے معنی ہیں بیچ دینا جیسے ایک چیز بیچ دی جاتی ہے تو اس سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ خریدار کا اختیار ہوتا ہے جو چاہے سو کرے۔ تم لوگ جب اپنا بیل دوسرے کے پاس بیچ دیتے ہو تو کیا اسے کہہ سکتے ہو کہ اسے اس طرح استعمال کرنا؟ ہرگز نہیں اسے اختیار ہے کہ جس طرح چاہے استعمال کرے۔ اسی طرح جس سے تم بیعت کرتے ہو۔ اگر اس کے احکام پر ٹھیک ٹھیک نہ چلو تو پھر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہر ایک دوا یا غذا جب تک بقدر شربت نہ پی جاوے فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ اسی طرح اگر بیعت پورے معنوں میں نہ ہو تو وہ بیعت نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ کسی کے دھوکہ میں نہیں آ سکتا۔ اس کے ہاں نمبر اور درجے مقرر ہیں۔ اس نمبر اور درجے مقرر ہیں۔ اس نمبر اور درجہ تک نہ پہنچو گے۔ تو وہ قبول نہ کرے گا۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک کوشش کرو۔ پورے صالح بنو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۸۱)

اس سے پہلے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں

"اس وقت تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے بیعت کا اقرار کیا ہے اور تمام گناہوں سے توبہ کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے اقرار کیا ہے کہ کسی قسم کا گناہ نہ کریں گے۔ اس اقرار کی دو تاثیریں ہوتی ہیں۔ اقرار بیعت یا تو رحمت کا یا باعثِ عذاب۔ تو اس کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کا وارث ہو جاتا ہے کہ اگر اس پر قائم رہے تو خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ اور وعدہ کے موافق رحمت نازل کرے گا۔ اور یا اس کے ذریعہ سے سخت مجرم بنے گا کیونکہ اگر اقرار کو توڑے گا۔ تو گویا اس نے خدا تعالیٰ کی توہین کی۔ جس طرح ایک انسان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ اور اسے بجا نہ لایا جائے تو توڑنے والا مجرم ہوتا ہے۔ ایسے ہی خدا تعالیٰ کے سامنے گناہ نہ کرنے کا اقرار کرکے پھر توڑنا خدا تعالیٰ کے روبرو سخت مجرم بنا دیتا ہے۔ آج کے اقرار اور بیعت سے یا تو رحمت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی اور یا عذاب کی ترقی کی۔ اگر تم نے تمام باتوں میں خدا تعالیٰ کی رضامندی کو مقدم رکھا۔ اور مدت دراز کی تمام عادتوں کو بدل دیا تو یاد رکھو کہ بڑے ثواب کے مستحق ہو۔ عادت کو چھوڑنا آسان بات نہیں ہے۔ دیکھتے ہو کہ ایک افیونی یا جھوٹ بولنے والے کو جو عادت پڑ گئی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا بدلنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے جو اپنی عادت کو خدا تعالیٰ کے واسطے چھوڑتا ہے۔ تو وہ بڑی بات کرتا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ عادت چھوٹی ہوتی ہے۔ ایک عرصہ تک انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے قویٰ کو ایک عادت اس کے کرنے کی ہو جاتی ہے۔ تو کیا تمہارے نزدیک اسے چھوڑ دینا کوئی چھوٹی بات ہے جب تک کہ انسان کے اندر ہمت استقلال نہ ہو تب تک یہ دور نہیں ہو سکتی۔ ماسوا اس کے ان عادتوں کے بارے میں ایک اور مشکل ہے کہ عادتوں کا پابند آدمی عیالداری کے حقوق کی بجا آوری میں سست ہوا کرتا ہے۔ مثلاً ایک افیونی ہے تو وہ نشہ میں مبتلا ہو کر عیالداری کے لئے کیا کچھ کرے گا؟ اور اسی طرح بعض عادتیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ کنبہ اور اہل و عیال کے آدمی اس کے حامی ہوتے ہیں اور اس کا چھوڑنا اور بھی دشوار ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص بذریعہ رشوت روپیہ حاصل کرتا ہے۔ عورتوں کو اکثر علم نہیں ہوتا وہ تو اس کو اچھا جانیں گی۔ کہ میرا خاوند خوب روپیہ کماتا ہے۔ وہ کب کوشش کرے گی کہ خاوند سے یہ عادت چھڑا دے۔ تو ان عادتوں کو چھڑانے والا بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی نہیں ہوتا۔ باقی سب اس کے حامی ہوتے ہیں۔ بلکہ ایک شخص جو نماز روزہ کو ذلت پر ادا کرتا ہے۔ ایسے لوگ سست نکلتے ہیں کہ کام میں حرج کرتا ہے اور جو نماز روزہ سے غافل رہ کر زمینداری کے کاموں میں معروف رہے اسے ہوشیار کہتے ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ توبہ کرنی بہت مشکل ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۷۸ تا ۲۸۰)

بلا تبصرہ

پاکستان کے ایک معروف انگریزی اور اردو صحافی (شریف ناقل) کے قلم سے معاصر نوائے وقت میں:-

"مجھے ہمیشہ اس بات کا قلق رہے گا کہ میں نے زندگی میں علامہ اقبال کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ حالانکہ ان کے کلام نے مجھے حیات کے مخصوص اور متعین خطوط سے اٹھا کر ایک یکسر مختلف ڈگر پر ڈال دیا۔ میرا آبائی عقیدہ احمدیت تھا۔ مجھے اپنے والد مرحوم سے گہرا قلبی لگاؤ ہی نہ تھا بلکہ ان کے طریق زندگی نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ وہ نہ صرف آزاد منش اور متوکل انسان تھے۔ بلکہ روحانیت کے مدارج کے مسافر تھے انہوں نے عمر بھر تہجد کی نماز نہیں چھوڑی۔ وہ میری بڑی والدہ صاحبہ کے ساتھ ان دنوں راہی حجاز ہوئے۔ جب حج کے فریضہ کو ادا کرنا آسان کام نہ تھا۔ میرے دل میں ان کی بہت عزت تھی۔ لیکن اس تعلق کے باوجود علامہ اقبال کے کلام نے مجھے احمدیت سے آزاد کیا۔ حریت پسندی سکھائی اور زندگی کو یہ زریں اصول بخشا کہ زیادہ راحت منزل ہے نشاطِ رحیل میں علامہ کے کلام کو ہمیشہ زیرِ مطالعہ رکھتا ہوں"

آپ بیتی کا یہ نہایت سبق آموز ایک ہی نہیں ہر پہلو سے ہے اور اس غرض سے اس کے بعض فقروں کو زیرِ خط بھی کر دیا گیا ہے۔

(صدق جدید ۱۵ نومبر ۱۹۶۳ء)

— ولادت —

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے بڑے بھائی مکرم عبد الرشید صاحب غنی ایم ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود بابو عبد الغنی صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام عبد الحمید تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

(عائشہ صدیقہ غنی بنت بابو عبد الغنی صاحب انبالوی مرحوم دار الرحمت ربوہ)

وفاتِ مسیح میں حیاتِ اسلام ہے

تقریر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء

آخری قسط

اسلام کی زندگی کا دوسرا ستون

دوم اسلام کی زندگی کا دوسرا ستون یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول ثابت کیا جائے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے بغیر یہ ستون بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ عیسائی پادری مسلمانوں کے حیاتِ مسیحؑ کے غلط عقیدہ سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جناب کوثر نیازی لکھتے ہیں:-

"اس موقع پر عموماً پادری صاحبان عامۃ المسلمین کو ایک مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح خود اہل اسلام کے نزدیک بھی آسمانوں پر موجود ہیں اور نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر زمین پر تو اس سے حضورؐ پر حضرت مسیح کی فضیلت ثابت ہوتی ہے مسلمان اس کا اعتراف کیوں نہیں کرتے۔"
(کتاب آئینہ تثلیث صفحہ ۹۸)

ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی پادریوں نے اس مغالطہ کے ذریعہ اسلام سے مرتد کرکے عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا لیا ہے مگر یہ مغالطہ خود علمائے پیدا کر رکھا ہے اور وہ خود اس کے لئے جواب دہ ہیں۔ اگر وہ آج بھی حضرت کاسر الصلیب علیہ السلام کے بتائے ہوئے ہتھیار کو اپنا لیں اور قرآن مجید کی تعلیم کی اتباع میں حضرت مسیحؑ کی وفات کا اقرار کرلیں تو عیسائیوں کے منہ بند ہو جائیں گے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت ظاہر ہو جائیگی اور آپ کی قوت قدسیہ اور روحانی زندگی کا نمایاں اظہار ہو جائے گا۔ کاش کہ مسلمان حقیقت پر غور کریں اور سمجھیں کہ ؎

غیرت کی جا ہے عیسےٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

توحید الٰہی

سوم۔ اسلام کی زندگی کا تیسرا ستون اور درحقیقت اولین اور بنیادی ستون اللہ تعالےٰ کی توحید ہے۔ جملہ انبیاء اسی کے ثابت کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا بلند ترین مقصد بھی اللہ تعالےٰ کی توحید کا قیام تھا اور ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو اپنا کر اللہ تعالےٰ کی پیش کردہ توحید کو داغدار کر دیا ہے۔ یہ عقیدہ کہ ایک انسان آسمانوں پر صدہا سالوں سے زندہ ہے وہ نہ کھانے کا محتاج ہے نہ پینے کا۔ زمانہ اس پر اثر انداز نہیں ہوتا وہ ویسا ہی جوان کا جوان موجود ہے جیسا کہ آج سے دو ہزار سال پہلے موجود تھا۔ یہ عقیدہ صریح طور پر اللہ تعالےٰ کی توحید پر حرف لانے والا ہے۔ مقام افسوس کہ مسلمانوں میں سے اہل حدیث جنہوں نے اور بہت سے اقسام شرک سے اجتناب کیا اس شرک کو باوجود مامور ربانی کی وضاحت اور صراحت کے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو رہے۔ حالانکہ صاف نظر آرہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی توحید کا تقاضا ہے۔ کہ حضرت مسیح کو وفات یافتہ تسلیم کیا جائے۔

ایک اور نقطۂ نگاہ

پھر ایک اور نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کو اس طرح سے دو ہزار سال سے سنبھال کر آسمانوں پر رکھنے کی ضرورت کیا ہے کیا خدا تعالےٰ ایسا انسان دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں یہ تاثیر نہیں کہ وہ حضرت مسیح ناصری کا مثیل پیدا کر سکے؟ ہمارے غیر احمدی دوست دل میں اسے ناممکن اور محال سمجھتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بے مثال قوت قدسیہ کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا تو یہ پیارا عقیدہ ہے فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

الغرض حضرت مسیح ناصری کی جسمانی زندگی کا وہ عقیدہ جو عیسائیت سے مسلمانوں میں آیا ہے۔ اسلام کی عظمت کے سراسر منافی ہے۔ اسی سے اسلام کی زندگی میں رخنہ پیدا ہوتا ہے اور عیسائی پادریوں کو اسلام، خدائے اسلام اور رسول اللہ پر اعتراض کرنے کا موقعہ ملتا ہے اسے چھوڑئیے اور مسیح کی وفات کے عقیدہ کو اختیار فرمائیے۔ کیونکہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:-

"خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔"
(کشتی نوح صفحہ ۲۰)

خواجہ عباد اللہ امرتسری اہل قرآن کے ایک لیڈر نے اس کی تائید میں لکھا ہے کہ:-

"مذہب عیسوی مسیح کی ذات سے اس قدر وابستہ ہے کہ اگر نصاریٰ یقین کرلیں کہ عیسےٰ فوت ہو چکے ہیں تو یہ مذہب بھی مردہ ہے گویا اس مذہب کی بنیاد حضرت مسیح کی ذات پر ہے"
(کتاب دمشق صفحہ ۵۰)

تحریک احمدیت کی کامیابی

بھائیو! میں آخر میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور کسر صلیب کے لئے جو تحریک قائم فرمائی ہے وہ پنپ رہی ہے اور مشرق و مغرب میں کامیاب ہو رہی ہے اور دنیا بھر میں ایسی ہوائیں چل رہی ہیں کہ توحید قائم ہو جائے اور تثلیث پرستی مٹ جائے۔ صلیب ریزہ ریزہ ہو جائے اور اسلام کا زندہ مذہب اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زندہ رسول ہونا ہر جگہ تسلیم کر لیا جائے۔ سچ ہے۔ ؎

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

اب غیر احمدی علماء کہنے لگ پڑے ہیں کہ حیات و وفات مسیح کی بحث کو چھوڑ دو مگر یہ بات سراسر غلط ہے۔ جبکہ قوم کی زندگی کا مدار اس زمانہ میں حضرت مسیح کی وفات پر ہے۔ قرآن مجید نے اس باب میں زبردست تصریحات ذکر فرمائی ہیں تو وفات مسیح کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے کیا قرآن مجید کو چھوڑ کر اسکے بیان کردہ عقیدہ کو چھوڑ کر اسلام قائم ہو سکتا ہے نیز کیا موجودہ عیسائیت کو وفات مسیحؑ کے بغیر شکست دی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس ہمارا فرض ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو باقی نبیوں کی طرح وفات یافتہ مانے اور اسلام کی زندگی کا اظہار برملا کرے۔ اب تو سلسلہ احمدیہ کے معاندین کو بھی تسلیم ہو رہا ہے کہ:-

"پادری صاحبان اپنے مذہب کی بنیاد مسیح کے مصلوب ہونے پر رکھتے ہیں۔"
(رسالہ صلیب ٹوٹ گئی)

ایک معاند سلسلہ مولوی عنایت اللہ گجراتی اپنے رسالہ پر صلیب کی شکستہ صورت ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ سب اسی ربانی فرستادہ اور آسمانی مامور کی برکات اور فیوض ہیں جسے ناسمجھ علماء ہونے کا فرد دجال قرار دیا تھا۔ مگر ؎

اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانیکے دن

بالآخر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی اس عظیم الشان بشارت کو پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت پرجلال اور متحدیانہ انداز میں فرماتے ہیں:-

(القول المبین صفحہ ۲۵۳)

وآخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین

اولاد کی تربیت

اولاد کی تربیت ایک بڑا اہم اور ضروری فریضہ ہے اور تربیت کے لئے دینی واقفیت کی ضرورت ہے۔

آپ الفضل ایسے دینی اخبار کے خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ جاری کرواکر اپنی اولاد کی صحیح تربیت کا ایک مستقل سامان کر سکتے ہیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی یاد میں

مکرم سید امین احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال کا زخم ابھی تازہ ہی تھا کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی وفات کی اندوہناک و جگر خراش خبر ملی۔ بلاشبہ حضرت مولوی صاحب الہام و صاحب کشف و رویا بزرگ تھے اور سلسلہ کے نہایت ہی جید علماء میں سے تھے میرا کیا مقام ہے کہ آپ کے کمالات کا تذکرہ کروں مگر میرا مقصد اس مختصر سے مضمون میں صرف آپ سے میرے ذاتی تعلق کے بارے میں چند واقعات کو پیش کرنا ہے۔

پچھلے آٹھ یا دس سال سے میں حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ مجھے کوئی بھی ایسا موقع یاد نہیں جبکہ میں آپ سے ملنے گیا ہوں اور آپ نے خواہ آپ بیمار ہوں یا کوئی بھی معذوری ہو شرفِ ملاقات نہ بخشا ہو بلکہ اکثر و بیشتر تو خود دروازے پر تشریف لاتے۔ معانقہ فرماتے اور ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاتے اور ہمیشہ فرماتے کہ "آپ کے لئے دعا کرنا میں کبھی نہیں بھولتا" آپکا یہ سلوک مروّت کچھ مجھ ہی تک محدود نہ تھا بلکہ ہر کس و ناکس جو بھی آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا اسی بات کی گواہی دے گا کہ آپ نہایت توجہ سے ہر بات سنتے اور پھر دعا فرماتے۔

مجھ پر جو آپ کی شفقتِ خاص رہی ہے اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتا گذشتہ چند سال کی بات ہے کہ ایک رات جلسہ سالانہ کے ایام میں میں نے رات کے وقت آپ کے گھر کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔ مجھے وقت کا صحیح اندازہ نہیں تھا اور خیال تھا کہ عشاء کے قریب کا وقت ہے۔ آپ کچھ توقف کے بعد تشریف لائے تو فرمایا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں امین احمد۔ پھر دروازہ کھولا اور نہایت ہی بشاشت سے معانقہ فرمایا اور فرمانے لگے کہ اس قدر رات گئے کیسے آنا ہوا۔ کوئی خاص بات ہے کیا؟ میں نے جو گھڑی پر وقت دیکھا تو رات کے گیارہ بج رہے تھے مجھے نہایت ہی ندامت ہوئی کہ اس قدر رات گئے میں نے آپ کو تکلیف دی اور کہا کہ کوئی خاص بات تو نہیں صرف ملاقات اور دعا کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے اندر لے گئے فرمانے لگے کہ سردی کافی ہے اس لئے میں چائے بنواتا ہوں۔ میں نے ہر چند انکار کیا مگر آپ اندر گئے اور چائے بنانے کی ہدایت فرمائی چنانچہ تھوڑی دیر میں چائے بن کر آئی بڑی ہی محبت سے میرے لئے خود چائے بنائی اور فرمانے لگے کہ آپ کے والد صاحب (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ) مجھ پر خاص مہربان تھے اور انہوں نے اپنے گھر میں کہہ رکھا تھا کہ حضرت مولوی صاحب جس وقت بھی تشریف لاویں خواہ دن ہو خواہ رات۔ وقت یا بے وقت بلا توقف اندر تشریف لے آئیں اور یہ کہہ کر فرمانے لگے کہ آپ بھی کبھی یہ خیال دل میں نہ لایا کریں کہ ملنے کے لئے وقت موزوں ہے یا نہیں بس مجھے اطلاع کروا دیا کریں۔

آپ کے صاحب کشف و الہام ہونے کا کس کو علم نہیں ہے۔ چند سال کا واقعہ ہے کہ ہماری ایک عزیزہ کے لئے ایک رشتہ آیا ہوا تھا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے استخارہ کے لئے درخواست کی۔ چند دن بعد میں دوبارہ آپ کی خدمت میں جواب لینے کے لئے حاضر ہوا چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے فرمانے لگے کہ مجھ سے تنہائی میں ملنا کچھ دیر بعد جب تنہائی میسر آئی تو فرمانے لگے کہ بظاہر رشتہ ہر لحاظ سے اچھا ہے۔ میں نے اس بارہ میں بہت ہی دعا کی ہے مگر جب بھی دعا کرتا تھا تو جس کا رشتہ آیا ہوا تھا اس کے بجائے اس کے چھوٹے بھائی کی شکل میرے سامنے آجاتی تھی جس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس خاندان میں رشتہ کرنا ہی منظور رہے تو بجائے اس کے آپ اس کے چھوٹے بھائی سے رشتہ کی کوشش کریں۔ مجھے یہ بات بہت ہی عجیب لگی۔ چنانچہ میں نے اس بات کا عزیزہ کے بزرگوں سے بھی ذکر کیا۔ مگر بعد ازیں جو رشتہ آیا ہوا تھا وہیں طے کر دیا گیا اور نکاح بھی ہو گیا مگر کچھ عرصہ بعد بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر یہ رشتہ نہ ہو سکا جس پر آپ کی کہی ہوئی بات یاد آئی۔

ایک اور واقعہ جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا یہ ہے کہ آپ کے فرزند مصلح الدین راجیکی مرحوم کی وفات پر میں اور اسعد (ابن حضرت مرزا عزیز احمد صاحب) آپ کی خدمت میں تعزیت کے لئے گئے اور آپ سے اظہار تعزیت کیا کہ آپ کو اپنے لڑکے کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ آپ سنتے رہے اور جب دوبارہ تکرار سے اظہار تعزیت کیا تو آپ نے نہایت ہی بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور فرمانے لگے کہ میرا لڑکا جوانی میں ہی فوت ہو گیا جس کا مجھے بہت ہی صدمہ ہے مگر یہ خدائی نوشتہ اور تقدیر تھی جو پوری ہوئی۔ اب اس کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔ وہ میرا لڑکا تھا اس لحاظ سے سب سے زیادہ اس کی وفات کی تکلیف مجھے ہی ہے مگر خدا نے مجھے توفیق دی ہے کہ اُس کی رضا کے آگے اپنا سر جھکا دوں اور اس توفیق ملنے کی مجھے بہت ہی خوشی ہے۔ الحمد للہ کہ خدا نے مجھے صبر دیا۔ میں اس کی رضا پر راضی ہوں کیونکہ مجھے اپنی اولاد کی وفات کے غم سے زیادہ اس کی رضا زیادہ عزیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

جوان اولاد کی وفات پر یہ صبر اور یہ حوصلہ کونسا شفیق باپ ہے جو دکھائے مجھے تو چند منٹ کے لئے یہ احساس ہوا کہ شاید میں نے اظہار تعزیت کر کے کوئی غلطی کر دی ہے میرے لئے اس انداز فکر سے راضی بالقضا ہو جانا بالکل ہی انوکھی بات ہے اور آج بھی مجھے وہ دن یاد آتا ہے تو آپ کی للّہیت کا اندازہ کر کے حیران ہو جاتا ہوں۔

آپ کے علم و فضل۔ فہم و فراست۔ حکمت و بصیرت۔ خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب سے عشق و محبت۔ خدمتِ سلسلہ۔ اطاعت امام اور مخلوق خدا سے بے لوث محبت سے جماعت کا کونسا فرد ہے جو واقف نہیں۔ آپ بہت بڑے عالم۔ نہایت نکتہ رس۔ صاحب الرائے۔ حکیم اور اعلیٰ پائے کے مصنف تھے۔ آپ سراپا فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول تھے۔ اس کا کچھ وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہیں جن کو آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا بعض اور لوگ بھی حسب معمول حاضر تھے جبکہ ایک صاحب نے آپ سے دریافت کیا کہ "دعا کس طرح کرنی چاہیئے؟" آپ نے نہایت ہی لطیف جواب دیا۔ فرمانے لگے کہ زیادہ اصولی اور فلاسفی تو میں نہیں جانتا مگر ایک چھوٹی سی بات اس سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ عبودیت اور ربوبیت میں جو تعلق ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا ایک کمسن بچہ اور شفیق ماں کا ہوتا ہے۔ جب بھی بچہ کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو وہ ماں کی آغوش میں جانے کے لئے تڑپتا ہے اور روتا ہے بالکل اسی طرح انسان جب خدا کی درگاہ میں حاضر ہو تو اسی تڑپ اور رقت سے حاضر ہو جس رقت اور تڑپ سے بچہ ماں کی آغوش کے لئے تڑپتا ہے جس طرح ماں کی شفقت اسے دلاسا دیتی ہے اور پیار کرتی ہے اسی طرح خدا جس کا شفقت و رحم عدیم المثال ہے انسان کو ہر تکلیف و کرب میں ماں کی شفقت کے مقابلہ میں بدرجہا اولیٰ اسے سکون و طمانیت بخشتا ہے۔

جن لوگوں کو آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ آپ کی گفتگو نہایت سادہ۔ نہایت دلکش۔ علم و دانائی سے پُر اور حکمت و فلسفہ سے آراستہ ہوتی تھی ایک دفعہ میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور لوگ بھی جمع تھے۔ حضرت مولوی صاحب گفتگو فرما رہے تھے۔ اتنے میں آپ کے گھر سے پیغام آیا کہ کچھ مستورات ملاقات اور دعا کی غرض سے اندر آ کر بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ نے نہایت ہی شگفتگی سے فرمایا کہ اسلام میں دو عورتیں مل کر ایک مرد کے برابر ہوتی ہیں۔ اس وقت یہاں سات مرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر مستورات کی تعداد چودہ سے زیادہ ہے تو میں ابھی حاضر ہو جاتا ہوں ورنہ ان لوگوں کا جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں حق زیادہ ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے اندر تشریف لے گئے۔

یہ چند ذاتی تاثرات تھے جو میں نے تحریر کئے ہیں ورنہ حضرت مولوی صاحب کا وجود تو حد درجہ نافع الناس تھا۔ ایسے نادر و کمیاب وجود بہت ہی کم اس دنیا میں آتے ہیں اور اپنی نادر الوجودی کی یادگار ہمیشہ کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت مولوی راجیکی صاحب بھی ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ کونسی چشم دل ہے جو اس پر اشکبار نہ ہو مگر بہر حال خدائی نوشتہ پر سر تسلیم خم ہے اللہ تعالیٰ آپ کے وجود سے جاری کردہ نعمات کو سدا ہم پر جاری و ساری رکھے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین کا مقام عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

— درخواست دعا —

میرے والد بزرگوار میاں نور محمد صاحب جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہے جلسہ سے واپسی پر گاڑی میں گردن پر اوپر سے بستر گرنے سے سخت ضرب پہنچی ہے۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، درویشان قادیان نیز دیگر احباب جماعت سے والد محترم کی جلد صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اشرلیفہ احمد پیر کوٹی)

اعلانِ نکاح

عزیزم مبارک مصلح الدین احمد صاحب ایم۔ اے ابن مکرم صوفی غلام محمد صاحب کا نکاح ہمراہ عائشہ امینہ صاحبہ ایم۔ اے بنت صوبیدار غلام رسول صاحب اے۔ او۔ سی۔ محلہ دار الصدر غربی ربوہ بعوض چار ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۳ جنوری ۱۹۶۴ء کو مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ فریقین کے لئے دینی و دنیاوی لحاظ سے بابرکت ہو۔

(عبد الواحد نائب ناظر بیت المال ربوہ)

جماعت احمدیہ کے ۷۲ ویں جلسہ سالانہ کی مختصر رُوئداد

۲۶ دسمبر ۱۹۶۳ء کا دوسرا اجلاس

جماعت احمدیہ کے ۷۲ ویں جلسہ سالانہ کے پہلے روز یعنی ۲۶ دسمبر ۱۹۶۳ء کا دوسرا اجلاس ظہر اور عصر کی باجماعت نمازوں کے بعد (جو محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے جلسہ گاہ میں پڑھائیں) پونے دو بجے دوپہر محترم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ آغاز کارمکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل قادیان نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ ازاں بعد مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم منٹگمری نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھکر سنائی۔

ظہور امام مہدی

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد حسب پروگرام سب سے پہلے محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل نے ظہور امام مہدی علیہ السلام پر تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "ظہور امام مہدی از روئے مسلمات اہل سنت و اہل تشیع"۔ آپ نے اپنی تقریر میں پہلے قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں آخری زمانہ میں امام مہدی کے ظاہر ہونے کو واضح کیا اور پھر اہل سنت کے ائمہ کرام نیز اہل تشیع کے ائمہ عظام کے متعلق یہ بتانے کے بعد کہ ہم ان سب آئمہ کرام کو واجب التعظیم سمجھتے اور ان کا دلی احترام کرتے ہیں ان کی کتب کے نہایت مستند حوالوں سے ظہور امام مہدی کی علامات امام مہدی کے کارناموں اور ان کے ذریعہ رونما ہونے والے عظیم الشان انقلاب پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس طرح بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو نہایت مہتم بالشان طریق پر ثابت کیا آپ کی تقریر ٹھوس علمی مواد پُر زور استدلال اور بہت دلنشین انداز خطابت کے اعتبار سے بہت کامیاب تقریر تھی اس لئے خاص دلچسپی اور بہت توجہ اور انہماک کے ساتھ سنی گئی۔

موازنۂ مذاہب کے اصول اور اسلام

محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل کی تقریر کے بعد محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے (کینٹب) صدر شعبہ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی لاہور نے "موازنۂ مذاہب کے اصول اور اسلام" کے موضوع پر احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ کی یہ تقریر بھی آپ کی سابقہ تقریروں کی طرح اپنے ٹھوس علمی حقائق اور ان کے نتائج و اثرات کے لحاظ سے بہت فکر انگیز تھی۔ آپ نے پہلے موازنۂ مذاہب کی موجودہ تحریک اور اس کے اصولوں پر روشنی ڈالی اور پھر یہ بتایا کہ اس تحریک سے اسلامی تعلیمات اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے ضمن میں کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں اور ان فوائد کے پیش نظر موازنۂ مذاہب کی موجودہ تحریک کے تعلق میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کچھ سوچنے اور غور کرنے کی باتیں ہیں۔

آپ نے بتایا کہ موازنۂ مذاہب ایک خالص علمی تحریک ہے۔ اس میں مختلف مذاہب کے حالات علمی طریقوں، علمی قرائن اور علمی ضروریات کے ماتحت جمع کئے جاتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں یہ تحریک یورپ سے شروع ہوئی اور زیادہ تر اُسی مشرقی تحقیق کے ماتحت شروع ہوئی جس کے تحت یورپ نے دیگر علوم کی طرف توجہ کی۔ سو موازنۂ مذاہب بھی اسی طرح ایک علم ہے جس طرح مادی حیاتیاتی اور مدنی علوم میں سے ہر علم اپنی جگہ ایک مستقل اور جداگانہ علم ہے لفظ "موازنہ" سے جو انگریزی اصطلاح COMPARATIVE کا ترجمہ ہے یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ اس علم کا مقصد باہمی تقابل سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کسی مذہب میں کتنی سچائی ہے یا انسانی بھلائی کے لئے اس میں کیا کیا صلاحیتیں موجود ہیں موازنۂ مذاہب خالص ایک علمی تحریک ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والوں کا نقطۂ نظر یہ ہوتا ہے کہ یہ سب مذاہب اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں اور کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں۔ ان کا مقصد مختلف مذاہب کے حالات معلوم کرنا ہے رہا صداقت کی تلاش کا سوال اور انسانی بھلائی پر منتج ہونے والی صلاحیتوں کا تعیین اس سے موازنۂ مذاہب والوں کو چنداں سروکار نہیں۔ اس موازنہ سے یہ مقصد حاصل تو ہو سکتا ہے لیکن یہ دوسروں کا کام ہے کہ وہ موازنۂ مذاہب والوں . . .

. . . .

. . . . کی تحقیق سے استفادہ کرکے اس مقصد کے حصول میں کوشاں ہوں خود موازنۂ مذاہب والے اس امر کو اپنے دائرۂ تحقیق سے باہر سمجھتے ہیں۔ ان کی تمام تگ و دو علمی تحقیق تک محدود ہوتی ہے اور بس

موازنۂ مذاہب کی تحریک کی نوعیت، اس کی علمی حدود اور مقصد کو واضح کرنے کے بعد محترم قاضی صاحب موصوف نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ دہریہ خیالات کے لوگوں، عیسائی مشنریوں، اور ہندوؤں نے موازنۂ مذاہب کی تحریک میں حصہ لے کر اپنے اپنے نقطۂ نگاہ کے مطابق اس سے کیا فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس میں انہیں کیا کامیابی یا ناکامی ہوئی۔ ازاں بعد آپ نے واضح کیا کہ قریب کے زمانہ میں موازنۂ مذاہب کی تحریک کو اور بھی زیادہ فروغ حاصل ہوا ہے اور اس کی وجہ زمانہ کے بدلے ہوئے حالات میں اتحاد انسانی کا بڑھتا ہوا احساس ہے۔ یہ احساس دنیا میں دن بدن بڑھ رہا ہے کہ اتحاد انسانی کا خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ تمام بنی نوع انسان ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن میں بھی ایک نہ ہو جائیں۔ یعنی وہ کسی ایک شاندار روحانی آئیڈیالوجی یا نظام خیالات میں جمع ہو جائیں یہ احساس اسلام جیسے فطری اور عقلی اور ہر طرح تسلی دلانے والے مذہب کے حق میں نیک فال کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں احرار یورپ کا اسلام کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینا ایک قدرتی امر ہے چنانچہ اس کے واضح آثار دن بدن نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ چل کر پیش آنیوالے انہی حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آج سے ساٹھ ستر سال قبل فرمایا تھا کہ:-

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

اس کے بعد محترم قاضی صاحب موصوف نے بتایا کہ ایک ایسے وقت میں جب کہ موازنۂ مذاہب کی تحریک زور پکڑ رہی تھی اور اس میں دہریہ، ہندو اور عیسائی مشنری حصہ لے کر اپنے اپنے رنگ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف تھے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل کی حیثیت سے اس تحریک کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کی نہایت کامیاب کوشش فرمائی۔ آپ نے موازنۂ مذاہب کا صحیح طریق پیش کیا اور دکالت مذہب کے لئے قواعد تجویز کئے۔ جن سے مذہبی بحثوں کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے ایک بنیادی اصول یہ بیان فرمایا کہ تمام مذاہب والے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں اور دوسروں پر اعتراض کا طریق ترک کر دیں۔ دوسرے آپ نے فرمایا کہ ہر مذہب کا نمائندہ اس امر کا پابند ہو کہ وہ اپنے مذہب کی طرف سے جو دعوےٰ بھی پیش کرے اس کی دلیل خود اپنی الہامی کتاب سے دے۔ اس کا عملی ثبوت آپ کا وہ مہتم بالشان لیکچر ہے جو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو جلسۂ اعظم مذاہب منعقدہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں پڑھکر سنایا گیا۔ اور حسب پیشگوئی سب مضمونوں پر بالا رہا۔

آخر میں محترم قاضی صاحب موصوف نے اتحاد انسانی کے بڑھتے ہوئے احساس کے ضمن میں موازنۂ مذاہب کی تحریک کی اہمیت واضح کی اور اسلام کے حق میں اسکے ممکن فوائد سے استفادہ کرنے پر زور دیا۔

سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کے بعد محترم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلۂ احمدیہ مقیم لاہور نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ پر بہت ایمان افروز تقریر کی۔ آپ نے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے اِس پہلو کو بڑی وضاحت سے پیش کیا کہ حضورؐ نے خطرناک سے خطرناک دشمن پر قابو پالینے کے بعد اس سے درگزر اور رحم کا سلوک روا رکھنے میں کیسا بے نظیر نمونہ دنیا میں قائم کیا۔ حضورؐ کی سیرۃ طیبہ کے اِس پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے پہلے آپ نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ کفار مکہ کے وہ مظالم بیان کئے جو انہوں نے آنحضورؐ کے دعویٔ نبوت کے بعد حضورؐ پر اور حضورؐ کے بے یارو مددگار صحابہؓ پر روا رکھے اور پھر ان ہولناک مظالم کے بالمقابل فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ نے ایسے درندہ صفت دشمنوں کے ساتھ درگزر اور رحم کا جو سلوک فرمایا اُسے بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا۔ آپ نے اِس ضمن میں حضورؐ کے رحیمانہ و کریمانہ سلوک کی ایسی ایسی ایمان افروز

(باقی صفحہ پر)

مسئلہ فلسطین کے متعلق محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی شاندار خدمات

شاہ حسین والیٔ اردن کی طرف سے خراج تحسین

مکرم چوہدری محمد اجمل صاحب شاہد بی اے پشاور

مسلمانان عالم کے لئے قضیہ فلسطین اور قضیہ کشمیر زندگی اور موت کی حیثیت رکھتے ہیں یہ دونوں مسائل اس زمانہ میں برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک کی سازش سے مسلمان حکومتوں سے دشمنی کے نتیجہ میں پیدا ہوئے جس طرح کشمیر کا ایک کثیر حصہ ہندو کے قبضہ میں ہے۔ اسی طرح فلسطین کو تقسیم کر کے اس کا ایک بہترین اور زرخیز حصہ یہود کے قبضہ میں دے دیا گیا اور اس طرح مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کے تحفظ کو خطرہ میں ڈال دیا گیا ہے۔ عجیب امر یہ ہے کہ یہ دونو مسائل تقریباً ایک ساتھ ہی انیسویں صدی کے وسط میں پیدا ہوئے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے آپس میں گہری مشابہت بھی رکھتے ہیں۔

قضیہ کشمیر اور فلسطین میں بین الاقوامی سطح پر مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے مسلمانوں کی عظیم خدمات کا موقع ملا۔ آپ نے ان مسائل کو جس شاندار اور مدلل اور صلاحیتوں سے کام لے کر دنیا کے سامنے پیش کیا اس کا کوئی بھی صحیح فطرت انسان اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں اور عربوں کے تمام نمائندگان نے محترم چوہدری صاحب کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیا ہے۔

آج کل روزنامہ "جنگ" میں ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ شاہ حسین والی اردن کی خود نوشت سرگزشت بالاقساط شائع ہو رہی ہے۔ اس سرگزشت کی سولھویں قسط میں جو یکم دسمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں شائع ہوئی ہے۔ شاہ حسین نے فلسطین میں عربوں کی حمایت میں محترم چوہدری صاحب کی مساعی کو سراہا ہے اور جس جرأت اور دلیری سے آپ نے مغربی ممالک کو متنبہ کیا ہے۔ اس کا تذکرہ کیا ہے کہ کس طرح محترم چوہدری صاحب نے لگی لپٹی رکھے بغیر واشگاف الفاظ میں مغربی ممالک کو آگاہ کیا کہ ان کا فلسطین میں یہودیوں کی حکومت کا قیام ان کے سیاسی مصالح کے لئے خطرناک ہوگا۔

شاہ حسین فلسطین کے قضیہ کا جائزہ لیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جنرل اسمبلی میں اس مسئلہ کے پیش ہونے سے قبل ایک خاص کمیٹی کے سپرد تھا۔ اس کمیٹی نے تقسیم فلسطین کی رپورٹ دی تھی اس رپورٹ پر رائے شماری ہوئی اور ۱۳ کے مقابلہ میں ۲۵ ووٹوں سے منظور ہوئی اور ۱۷ ممبروں نے ووٹنگ میں حصہ نہ لیا۔ گویا تمام مغربی اقوام نے یہودیوں کے کاز کی حمایت کی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق شاہ حسین لکھتے ہیں۔

"یہی وہ مرحلہ تھا جو آگے چل کر مغربی ممالک اور عربوں کے تعلقات میں تباہ کن ثابت ہوا"

اس کے بعد مکرم چوہدری صاحب کے مغربی اقوام کو انتباہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اس مرحلہ پر پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے مغربی ممالک کو واشگاف الفاظ میں خبردار کیا کہ آگے چل کر کیا پیش آنے والا ہے۔ اور ان کے الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ ان کی صداقت پر کون شبہ کر سکتا ہے۔ سر ظفر اللہ نے کہا۔

"یاد رکھو کل تمہیں دوستوں کی ضرورت پڑے گی۔ تمہیں مشرق وسطیٰ میں اتحادیوں کی تلاش ہوگی میں التماس کرتا ہوں کہ اس خطہ میں اپنی ساکھ کو تباہ مت کرو اپنے پاؤں پر کلہاڑی مت مارو۔"

۱۱ نومبر کے دوران جبکہ اس مسئلہ پر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی رائے شماری کے نتیجہ کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ صیہونیوں نے لابنگ کی زبردست مہم شروع کر دی۔ تقسیم فلسطین کے حق میں انہوں نے کھلم کھلا اس وقت کے صدر امریکہ مسٹر ٹرومین کی حمایت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے صدارتی انتخاب کے سلسلہ میں ٹرومین کی نگاہ یہودیوں کے ووٹوں پر تھی۔ یہی نہیں بلکہ سوویٹ بلاک کے تقسیم فلسطین کے سوال پر سوویٹ بلاک کے ووٹ حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ پھر رائے شماری کا دن آ پہنچا ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو جنرل اسمبلی نے صدر رہتے ۳۳ ووٹ سے تقسیم فلسطین کے حق میں فیصلہ دے دیا ۱۳ ممالک غیر جانبدار رہے۔

اب تمام امیدیں ٹوٹ چکی تھیں۔ اس منحوس رائے شماری کے بعد پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ اٹھے انہوں نے جنرل اسمبلی کو بتایا کہ اقوام متحدہ کے بعض اراکین کے احساسات اس وقت کیا ہیں۔ انہوں نے کہا۔

"خدائے عزوجل نے ہمیں جو بصیرت بخشی ہے اس کی روشنی میں ہم نے صحیح کام کرنے کی کوشش کی۔ یہ الفاظ میرے نہیں سب سے بڑے امریکن کے الفاظ ہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے فخر یہ کہنا ہے کہ ہم نے اپنی طرف سے انتہائی ہر ممکن کوشش کی کہ ہم جس بات کو حق سمجھتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے دوسرے ممبروں کو بھی اس کی صداقت سے روشناس کرائیں۔ اس کا انہیں قائل کر دیں۔ مگر انہیں حق و صداقت کو دیکھتے ہوئے بھی ہمارا ساتھ دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اپنے ان دوستوں سے ہمیں کوئی گلہ نہیں۔ جنہوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ اپنے ان ساتھیوں سے بھی کوئی شکایت نہیں۔ جن پر زبردست دباؤ ڈالا گیا۔ اور اس دباؤ کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے سابقہ فیصلہ کو بدل کر تقسیم کے حق میں ووٹ دے دیئے۔ حالانکہ ان حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے اور وہ خود اعتراف کر چکے ہیں۔ تقسیم کی یہ تجویز انصاف کے مسلم اصولوں کے خلاف ہے۔ اس پر ہمارے جذبات کیا ہیں؟ ہمیں ان لوگوں سے ہمدردی ہے کہ انہیں اس نازک پوزیشن میں ڈال دیا گیا۔ ایک طرف ان کا ضمیر تھا ان کی اپنی قوت فیصلہ تھی اور دوسری طرف دباؤ تھا۔ جو ان پر اور ان کی حکومتوں پر ڈالا جا رہا تھا۔"

پانسہ پھینکا جا چکا تھا۔ ۱۳ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین میں برطانیہ کا انتداب ختم ہو گیا اور حکومت اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ صدر امریکہ ٹرومین اور سوویٹ روس نے اس نئی مملکت کو تسلیم کر لیا۔

(جنگ راولپنڈی یکم دسمبر ۱۹۶۳ء)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

یہ بستر کس کا ہے

مورخہ ۲۸/۱۲/۶۳ کو ربوہ سے لاہور آتی دفعہ کوئی صاحب طارق بس میں اپنا ایک عدد بستر بھول گئے تھے۔ جن صاحب کا ہو وہ مندرجہ پتہ سے حاصل کر لیں۔

سید عبدالغفور شاہ مکان نمبر ۶۹۔ سلطان احمد روڈ رحمان پورہ اچھرہ لاہور

غفور شاہ گھی لالہ

گمشدہ بٹوا

جلسہ سالانہ کے دوران خاکسار کا ایک بٹوا گم ہو گیا تھا۔ جس کی ایک جیب میں دس دس روپے کے چھ نوٹ تھے۔ اگر کسی دوست کو ملا ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(ایم غلام محمد مسلم بلڈنگ ہاؤس بلاک ۱۸ سرگودھا)

درخواست جنازہ غائب

میرے حقیقی چچا چوہدری اللہ بخش صاحب چیمہ موضع چک دساؤ ضلع سیالکوٹ قضاء الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولاد چونکہ غیر احمدی ہے اور وہاں جماعت بھی نہیں ہے۔ لہٰذا احباب جماعت سے درخواست ہے۔ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ درویشان قادیان سے بھی نماز جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

(امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع مظفر گڑھ)

اطفال کا طبی معائنہ

اطفال الاحمدیہ کی جسمانی ترقی کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مجلس اپنے تمام اطفال کا طبی معائنہ کسی ماہر ڈاکٹر سے کروائے۔ طبی معائنہ میں مندرجہ ذیل کوائف مدنظر ضروری ہے

۱۔ نام طفل ۲۔ ولدیت ۳۔ عمر ۴۔ قد ۵۔ نظر ۶۔ دانتوں کی صفائی ۷۔ کانوں کی صفائی ۸۔ وزن ۹۔ چھاتی کی سکریننگ ۱۰۔ چھاتی کی پیمائش ۱۱۔ ناخنوں کی صفائی

شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

اہم اور ضروری خبروں کا خلاصہ

راولپنڈی ۳ جنوری۔ سندھ طاس کے منصوبے کے لئے امداد دینے والے ملکوں نے معاہدہ کے تحت دی جانے والی امداد میں ۱۳ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر (ایک ارب ۵۶ کروڑ روپے) کا اضافہ کرنا منظور کر لیا ہے۔ اس کا انکشاف مرکزی وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب نے اخبار نویسوں سے بات چیت کے دوران کیا۔ امداد میں اضافہ پر تجویز صدر ایوب اور عالمی بنک کے سربراہ جارج ووڈز کے درمیان حالیہ گفت و شنید کے نتیجہ کے طور پر ہوا ہے۔ عالمی بنک کے صدر نے نومبر میں اپنے دورہ کے دوران تربیلا بند بارے میں بھی پاکستانی احکام سے گفت گو کی تھی۔

کراچی ۲ جنوری۔ ڈیلی ایکسپریس لندن کے نامہ نگار متعینہ نکوسیا نے قبرص کے ترکوں پر یونانیوں کے مظالم کی لرزہ خیز تفصیلات بیان کی ہیں جنہیں سفارت خانہ ترکیہ متعینہ کراچی نے شائع کیا ہے۔ یونانیوں کے ظلم و ستم کی یہ داستان ڈیلی ایکسپریس کی اشاعت مورخہ ۲۸ دسمبر میں شائع ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ نکوسیا کے علاقے میں پانچ دن میں یونانی درندوں نے دو سو ترک باشندے ہلاک کر دیئے۔

نئی دہلی ۳ جنوری۔ دہلی ریڈیو نے عارضی جنگ بندی لائن کے علاقے میں آزاد کشمیر اور ہندوستان کے فوجی دستوں کی جھڑپ میں ایک ہندوستانی سب انسپکٹر کے ہلاک ہونے کی اطلاع دی ہے دہلی ریڈیو نے کہا ہے کہ آزاد کشمیر کے علاقے سے بیس فوجیوں کا ایک دستہ جنگ بندی لائن کو پار کر کے ہتھیارا گاؤں میں داخل ہو گیا آزاد کشمیر کے فوجیوں نے گاؤں کی دو دکان پر دھاوا بولا اور تین ہزار روپے کا سامان لے کر فرار ہو گئے راستہ میں ہندوستانی فوج کے ایک دستہ نے اس کو للکارا تو دونوں دستوں میں فائرنگ شروع ہو گئی اس جھڑپ میں ہندوستانی سرحدی پولیس کا ایک سب انسپکٹر ہلاک ہو گیا۔

کراچی ۳ جنوری۔ کراچی میں جاکیواڑہ کے علاقہ میں آتشزدگی سے پندرہ جھونپڑیاں جل کر خاکستر ہو گئیں۔ اس المناک حادثہ میں ایک رکشا ڈرائیور کے دو بچے پرویز خانم عمر ۲ سال اور نثار احمد عمر ۲ سال جل کر ہلاک ہو گئے۔

راولپنڈی ۳ جنوری۔ کراچی میں فولاد کا کارخانہ قائم کرنے کے بارے میں رپورٹ ۱۵ جنوری تک حکومت پاکستان کو پیش کر دی جائے گی۔ اس رپورٹ میں کارخانہ کے قابل عمل ہونے کا نئے سرے سے جائزہ لیا جائیگا

یہ بات وزارت صنعت کے سیکرٹری مسٹر ایس ایم یوسف نے ایک پریس کانفرنس میں بتائی جس میں مرکزی وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب بھی شریک ہوئے مسٹر یوسف نے کہا کہ امریکہ کا درآمد برآمد بنک رپورٹ کا جائزہ لے گا۔ توقع ہے کہ بنک کارخانہ کے زرمبادلہ کے اخراجات کا بیشتر حصہ ادا کرے گا۔

وزیر خزانہ نے کہا کہ فولاد کے کارخانہ پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا انہوں نے کارخانہ کے قیام کو قابل عمل قرار دیا۔

لاہور ۳ جنوری۔ اطلاعات اور تعلیم کے مرکزی وزیر مسٹر اے۔ ٹی ایم مصطفٰے نے کہا ہے کہ وہ اس امر کی تحقیقات کرائیں گے۔ کہ طلبا و سرکاری اہلکاروں کی نا اہلی کے باعث تعلیمی وظیفوں سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہوئے ہیں یا نہیں۔

مسٹر مصطفٰے کی جب ڈھاکہ سے لاہور پہنچے تو ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بعض وظیفوں سے کوئی بھی طالب علم صرف اس وجہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکا کہ ان کی تشہیر بروقت نہیں کی گئی تھی وزیر تعلیم نے کہا کہ مجھے ایسے کسی واقعہ کا علم نہیں لیکن میں اس کی تحقیقات کراؤں گا۔

جانسن سٹی (ٹیکساس) ۲ جنوری صدر جانسن نے روس کے وزیر اعظم کروشچیف اور روسی صدر بریژنیف کے نام نئے سال کے پیغام میں کہا ہے کہ امریکہ کے عوام اور ان کی حکومت امن کے استحکام کو نئے سال کا اعلیٰ ترین نصب العین خیال کرتے ہیں صدر جانسن نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو تمام ملکوں کے عوام کے درمیان بہتر مفاہمت کی کوششوں کے لئے مکمل طور پر وقف کر رکھا ہے۔ امن کے متعلق محض باتیں کرنے کا دور گزر چکا ہے۔ بہرحال ۱۹۶۴ء ایسا سال ہونا چاہیئے جس میں اس نصب العین کی جانب ہم مزید قدم اٹھائیں۔ صدر جانسن نے کہا ہے کہ اگرچہ گزشتہ سال کے دوران سائنس دانوں نے متعدد میدانوں میں قابل ذکر ترقیاں کی ہیں لیکن طبیعیاتی علم کا کوئی بھی کارنامہ زمین پر ایک منصفانہ امن قائم کرنے کے کارنامہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا

ماسکو ۲ جنوری۔ سوویت وزیر اعظم کروشچیف کو یہ خیال ہے کہ حالیہ بین الاقوامی حالات نے عالمی امن کے استحکام کے لئے نئے حالات پیدا کر دیئے ہیں یوگوسلاویہ کے ایک اخبار الدر کا دلوس سے ایک انٹرویو کے دوران میں انہوں نے کہا کہ اب موت اور تباہی کے ذرائع بنانے کا کام نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اب تعمیری کام لوگوں کی مادی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیئے ہونا چاہیئے۔

اقوام متحدہ ۳ جنوری۔ روس اور چین میں بھاری درآمدات کے پیش نظر گندم کے نرخ بڑھ جائیں گے۔ اندازہ ہے کہ ۶۴-۱۹۶۳ء میں گندم کی تجارت پانچ کروڑ ٹن سے بھی زیادہ ہو گی جو ایک نیا عالمی ریکارڈ ہوگا یاد رہے امریکہ روس کو چالیس لاکھ ٹن اور مشرقی یورپ کے بعض دوسرے کمیونسٹ ممالک کو مزید دس لاکھ ٹن گندم فروخت کرنے پر آمادگی ظاہر کر چکا ہے۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ روس امریکہ سے خود جو گندم درآمد کرے گا اس میں سے کچھ حصہ بعد ازاں مشرقی یورپ یا دوسرے کمیونسٹ ممالک کو جن سے اس نے مال دینے کے وعدے کر رکھے ہیں دے گا روس نے بحیثیت مجموعی ۱۹۶۱ء میں چالیس لاکھ دس ہزار ٹن اور ۱۹۶۲ء میں چالیس لاکھ ستر ہزار ٹن گیہوں خریدا۔

نئی دہلی ۳ جنوری گوا لبریشن کونسل نے گوا کے مہاراشٹر میں ادغام کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے بمبئی کی بلدیہ کی مذمت کی ہے۔ کونسل نے ایک قرارداد میں ہندوستان کی حکومت کے اس فیصلہ پر حیرانگی اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ اس نے بلدیہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ ایک ایسا حق غصب کرنے کی کوشش کر رہی ہے جو گوا کے لوگوں کی ملکیت ہے۔

نیروبی ۳ جنوری صومالیہ کے ایک گروہ نے کل رات کینیا کے شمالی مشرقی حصہ میں ایک پولیس چوکی پر حملہ کیا۔ جماعت کے ارکان صومالیہ اور کینیا کے اتحاد کے مخالف ہیں۔ حملہ آوروں نے پولیس چوکی کو چاروں جانب سے گھیر کر دس منٹ تک گولیاں برسائیں جس کے جواب میں پولیس نے بھی گولی چلائی۔ دونوں جانب کسی قسم کا جانی نقصان نہیں ہوا۔

عمان۔ ۳ جنوری پاپائے روم پال ششم کے ارض مقدس کے دورہ کے دوران رومن کیتھولک ممالک کو بالخصوص اور باقی دنیا کو بالعموم ان کی سرگرمیوں سے آگاہ رکھنے کے لیے اردن میں ریڈیو کا محکمہ زبردست تیاریاں کر رہا ہے پاپائے روم اردن کے دو روزہ دورہ پر آ رہے ہیں۔ اردن کا کچھ حصہ جو پہلے فلسطین میں تھا عیسائی فرقوں کے نزدیک مقدس [illegible]

کراچی ۳ جنوری۔ صدر محمد ایوب خان نے مغربی پاکستان یوتھ موومنٹ کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ نوجوان قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اور ان کی صحیح تعلیم و تربیت پر ملک کے مستقبل کا انحصار ہے۔

صدر ایوب نے یوتھ موومنٹ کے منتظمین سے کہا ہے کہ وہ نوجوانوں کی راہ نمائی کریں۔ اور انہیں ملک کی ترقی و استحکام کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے قابل بنائیں۔

ڈھاکہ ۳ جنوری۔ مرکزی وزیر تعلیم و اطلاعات مسٹر اے ٹی ایم مصطفٰے نے عوام کو تلقین کی ہے کہ وہ اپنی آپ مدد کرنا سیکھیں سماجی بہبود کے کاموں میں دلچسپی لیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تعمیری فکر کو پروان چڑھائیں۔ اسلام کا بنیادی اصول انسانیت کی خدمت ہے۔ انہوں نے ادارہ اسلامیہ سنٹر [illegible] خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ذہین اور تجربہ کار بزرگوں کو میدان عمل میں آنا چاہیئے اور اپنے ملکی بھائیوں کی خدمت کے سلسلہ میں وہ قیادت مہیا کرنا چاہیئے۔ جس کی انہیں انتہائی ضرورت ہے۔

کراچی ۳ جنوری۔ شہری دفاع کی صوبائی نظامت کا مقامی دفتر یہاں کے دو لاکھ تندرست افراد کو شہری دفاع کی تربیت دے گا۔ تاکہ اگر ملک میں ہنگامی صورت حال پیدا ہو تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔ کراچی کے شہریوں نے اس منصوبے کا خیر مقدم کیا ہے اور تقریباً پندرہ سو افراد نے جن میں خواتین اور لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ تربیت حاصل کرنے کے لئے اپنے نام پیش کر دیئے ہیں۔ نظامت دفاع کی کوشش ہے کہ اس سلسلہ میں ایک مہم شروع کرے اور شہر کے دور افتادہ علاقوں کے لوگوں کو بھی تربیت کا آغاز کالج اور سکول کے لڑکوں لڑکیوں سے کیا جائے گا۔

ہر صاحب استطاعت احمدی
کا فرض ہے کہ وہ
— اخبار الفضل —
خود خرید کر پڑھے۔

قبر کے
عذاب سے بچو
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

پاکستان اور آزاد کشمیر میں موئے مقدس کی چوری کے خلاف زبردست احتجاج

تمام شہروں میں مکمل ہڑتال۔ جلسے اور جلوس۔ آزادیٔ کشمیر کیلئے دعائیں

لاہور ۴ر جنوری۔ حضرت بل سے موئے مقدس کی چوری۔ درگاہوں کی بے حرمتی اور سری نگر میں نہتے کشمیری مسلمانوں پر فائرنگ کے خلاف کل تمام پاکستان اور آزاد کشمیر میں زبردست احتجاج کیا گیا۔ مکمل ہڑتال رہی۔ جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ نماز جمعہ کے بعد مساجد میں مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ جلوسوں میں لاکھوں شیدائیانِ رسولؐ نے شرکت کی۔ انہوں نے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھی ہوئی تھیں۔

بڑے بڑے شہروں میں تمام سیاسی جماعتوں کے مشترکہ جلسے ہوئے جن میں آزادیٔ کشمیر کے لئے مؤثر اور ضروری قدم اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا

موئے مبارک کی گمشدگی اور کشمیری مسلمانوں پر ڈوگرہ سامراج کے ظلم و تشدد کے خلاف صوبائی دارالحکومت میں کل یوم سیاہ منایا گیا۔ شہر کے تمام بازاروں تعلیمی اداروں کاروباری مراکز اور محلوں میں مکمل ہڑتال رہی احتجاجی جلوس نکالے گئے۔ شہر میں مختلف جلسے ہوئے اور جمعہ کے خطبوں کشمیری مسلمانوں سے ہمدردی کے علاوہ بھارتی رویہ کی مذمت کی گئی۔ اس سلسلہ میں احتجاجی قراردادیں منظور کی گئیں۔ جن میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ اس صورت حال پر خاموش نہ بیٹھے یہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا ہے۔ اب حالات ایسے ہیں کہ ہمیں مؤثر اقدام کرنا چاہیئے اور ناموس رسولؐ کے تحفظ اور کشمیری مسلمانوں کو غلامی سے نجات دلانی چاہیئے شہر کی بہت سی سماجی، سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے کل ہی اعلان کر دیا تھا کہ جمعہ کو یوم موئے مبارک منایا جائے گا۔ چنانچہ کل فجر کی نماز کے موقع پر شہر کی مختلف مساجد میں موئے مبارک کی مختصر تاریخ اور حضرت بل کی درگاہ سے اس کی چوری کے واقعات پر روشنی ڈالی گئی۔ شہر کے تمام بازار اور دکانیں پروگرام کے مطابق بند رہیں۔ بہت سے دکانداروں نے سیاہ جھنڈے لگا رکھے تھے صبح ہی شہر کے مختلف محلوں سے لوگ جلوس کی صورت میں سڑکوں پر نکل آئے وہ شہر کے مختلف علاقوں میں گھومتے اور احتجاجی مظاہرے کرنے کے بعد قریباً دس بجے انار کلی بازار میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ ان جلوسوں میں نوجوانوں کے علاوہ بوڑھوں اور بچوں کی بھی کثیر تعداد تھی۔ انار کلی میں ہر علاقہ کا چھوٹا جلوس بڑے جلوس میں شامل ہو گیا۔ جو مال روڈ سے ہوتا ہوا اسمبلی ہال تک آیا۔ وہاں جلوس کے لیڈروں نے مختصر تقاریر میں حکومت پر زور دیا کہ اس کو آزادیٔ کشمیر کے لئے خاموش نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ مزید وقت ضائع کئے بغیر مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں۔

دعائے نعم البدل

میرا بچہ عزیز نصیر احمد خالد جو جلسہ سالانہ پر میرے ساتھ لاہور سے آیا تھا مورخہ ۳۰؍۱۲ کو رات کے ۲½ بجے تمام بعمر تین سال قضائے الٰہی سے وفات پا گیا ہے۔ جنازہ مولانا شمس صاحب نے ۳ر جنوری ۶۴ء کو نماز جمعہ کے بعد پڑھایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل دے اور نعم البدل عطا فرمائے (عبدالرحمن سیالکوٹی آزادی روڈ لاہور)

محترم حامد حسین خاں صاحب میرٹھی کی وفات

(بقیہ صفحہ اوّل)

سر انجام دیں۔ آپ محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائلپور کے خسر تھے۔

آپ کا جنازہ مورخہ ۳ر جنوری ۶۴ء بروز جمعۃ المبارک بذریعہ ٹرین کراچی سے لائلپور اور پھر لائلپور سے ربوہ لایا گیا۔ اسی روز نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی جس میں مقامی احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر آپ کا جسد خاکی بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب نے دعا کرائی

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم حامد حسین خاں صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے نیز آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ہر طرح انکا حامی و ناصر ہو۔ آمین

جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد (بقیہ صفحہ ۵)

مثالیں بیان کیں کہ جن کی تفصیلات سن کر دل جذبۂ عشق سے لبریز ہو کر جھوم اٹھے اور بار بار درود کی خوش آئند آوازوں سے وسیع و عریض جلسہ گاہ اور اس کا ماحول گونج اٹھتا رہا۔ آخر میں آپ نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس نمونہ کا حضور کے صحابہؓ پر ایسا زبردست اثر پڑا کہ وہ بھی حضور ہی کے رنگ میں رنگین ہو گئے اور انہوں نے بھی اپنے خطرناک سے خطرناک دشمنوں کو معاف کرنے اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک روا رکھنے میں حضورؐ کے نمونہ پر عمل کیا چنانچہ آپ نے اس کی بھی بعض مثالیں بیان کر کے ثابت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا یہ پہلو بھی انتہائی درخشندہ و تابندہ ہے کہ حضورؐ نے طاقت اور قوت رکھنے کے باوجود خطرناک سے خطرناک دشمنوں کے ساتھ درگذر اور رحم کا سلوک روا رکھنے میں ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش فرمایا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی اور کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

محترم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل کی تقریر کے بعد جلسہ سالانہ کے پہلے روز کا دوسرا اجلاس سوا چار بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں تقاریر

مورخہ ۲۶ دسمبر ۶۳ء کو جلسہ سالانہ کے دو اجلاسوں کے علاوہ (جو دن کے وقت جلسہ گاہ میں منعقد ہوئے اور جن میں بیرونی ممالک اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے اسلام کے ہزاروں ہزار فدائی شریک ہوئے) رات کو مغرب اور عشاء کی باجماعت نمازوں کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں بھی ایک نہایت اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں صدارت کے فرائض محترم جناب پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) صدر شعبۂ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی لاہور نے ادا فرمائے۔ اس اجلاس میں دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں تقاریر ہوئیں اس اجلاس میں بھی شمع احمدیت کے پروانوں نے ہزاروں ہزار کی تعداد میں شریک ہو کر اپنے ایمانوں کو تازہ کیا اور اس طرح ان کی روحوں کو ایک نئی جلاء اور روشنی نصیب ہوئی اس اجلاس میں تلاوت قرآن مجید کے بعد جو مکرم لئیق احمد صاحب طاہر نے کی پہلے مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی پھر صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں اس امر کو کہ آج دنیا کی پچاس سے زائد زبانیں بولنے والے مسیح محمدی کے غلام اس اجلاس میں موجود ہیں اور وہ ان زبانوں میں تقاریر کریں گے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ و درخشندہ ثبوت قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ جس قوم کے پاس بھی جائیں گے اس قوم کی بولی بولیں گے۔ اس میں یہ بتانا مقصود تھا کہ میرے ماننے والوں کو پیغام حق کی اشاعت کی خاطر مختلف علاقوں میں جا کر وہاں کی زبانیں سیکھنی پڑیں گی اور پھر ان سے ان زبانوں میں ہی ہمکلام ہونا پڑے گا۔ ......

...... اسی طرح آج مسیح محمدی کے ماننے والے بھی مختلف قوموں اور ملکوں میں پہنچ کر وہاں کی زبانیں سیکھ رہے ہیں اور پیغام حق کی اشاعت کرنے میں مصروف ہیں چنانچہ یہ جلسہ جس میں دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں تقاریر ہوں گی اس امر پر زندہ گواہ ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے جو آواز بلند کی تھی وہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی ہے اور ہر خطہ اور علاقے کے لوگ آپ کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ آپ کی تقریر کے بعد دنیا کے مختلف علاقوں میں بولی جانے والی ۵۲ زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔ ان زبانوں میں ایشیا، افریقہ، اور یورپ و امریکہ کی مختلف زبانیں شامل تھیں اور مقررین میں دنیا کے مختلف علاقوں میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغین کے علاوہ خود ان علاقوں کے نومسلم بھی شامل تھے علی الخصوص ڈنمارک کے مسٹر عبدالسلام میڈسن جنہوں نے سکنڈے نیویا کی دو مختلف زبانوں میں تقاریر کیں احباب کی خاص توجہ کا مرکز بنے رہے کیونکہ وہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے اس اجلاس کے دوران ہی ڈنمارک سے ربوہ پہنچے تھے اور ربوہ پہنچتے ہی انہوں نے اس اجلاس میں شریک ہو کر احباب سے پہلی بار خطاب فرمایا تھا۔ احباب نے اس اجلاس میں بہت دلچسپی لی اور مسلسل کئی گھنٹے پوری دلجمعی کے ساتھ بیٹھ کر احباب کی تقاریر سے محظوظ ہوتے رہے۔